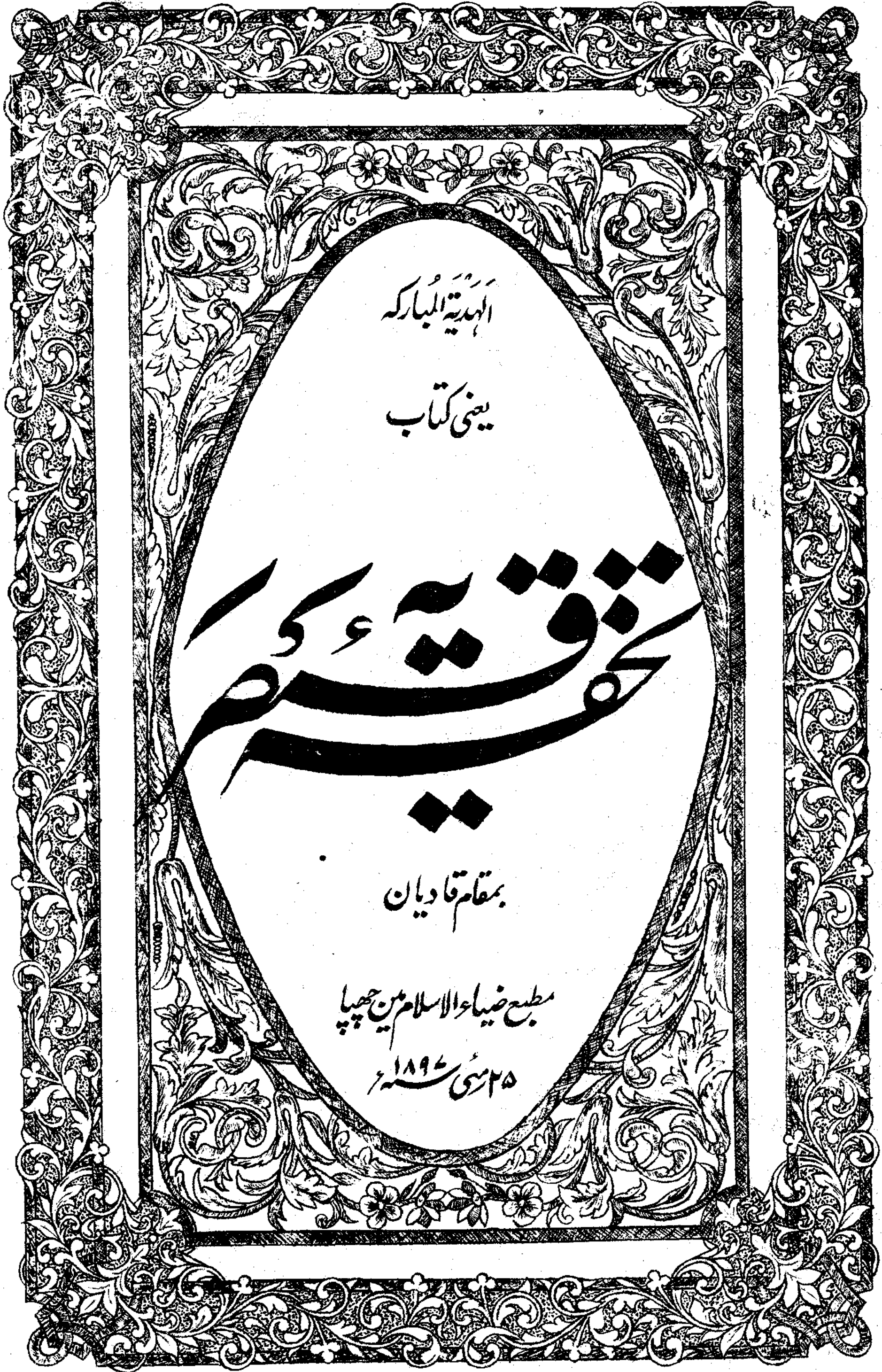


الہدیۃ المبارکہ

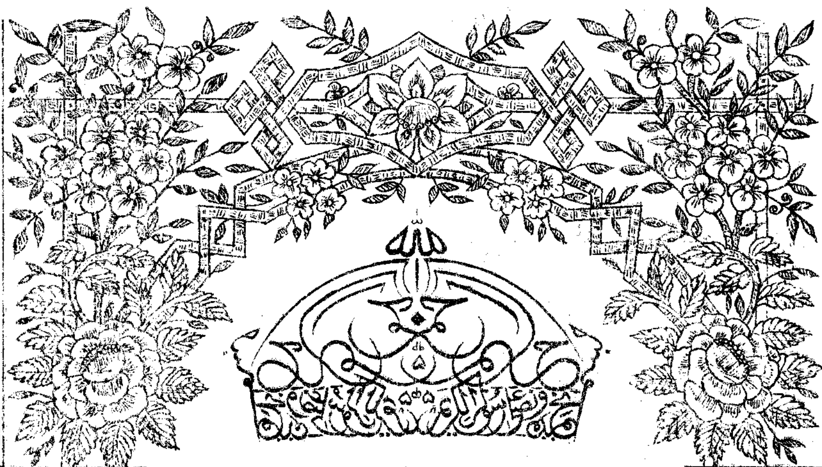
یعنی کتاب

تحفہ قیصریہ

بمقام قادیان

مطبع ضیاء الاسلام مین چھپا

۲۵ مئی ۱۸۹۷ء



یہ عریضۂ مُبارکبادی

اُس شخص کی طرف سے ہی جو یسوع مسیح کے نام پر طرح طرح کی بدعتون سے دُنیا کو چھوڑانیکے لئے آیا ہی جس کا مقصد یہ ہی کہ امن اور نرمی کیساتھ دُنیا مین سچائی قائم کرے - اور لوگونکو اپنے پیدا کنندہ سے سچّی محبّت اور بندگی کا طریق سکھائے اور اپنے بادشاہ ملکہ معظمہ سے جسکی وہ رعایا ہین سچّی اطاعت کا طریق سمجھائے - اور بنی نوع مین باہمی سچّی ہمدردی کرنے کا سبق دیوے اور نفسانی کینون اور جوشون کو درمیان سے اُٹھائے اور ایک پاک صلحکاری کو خدا کے نیک نیّت بندون مین قائم کرے جسکی نفاق سے ملونی نہ ہو - اور یہ نوشتہ ایک ہدیہ شکر گذاری ہی کہ جو

عالیجناب قیصرہ ہند ملکہ معظمہ والی انگلستان و ہند دام اقبالہا

بالقابہا کے حضور مین بہ تقریب جلسہ **جوبلی شصت سالہ** بطور مبارکباد

پیش کیا گیا ہے - **مُبارک ! مُبارک !! مُبارک !!!**

اُس خُدا کا شُکر ہے جسنے آج ہمین یہ عظیم الشان خوشی کا دن دکھلایا کہ ہمنے اپنی ملکہ مُعظمہ قیصرہ ہند و انگلستان کی شصت سالہ جوبلی کو دیکھا۔ جس قدر اس دن کے آنے سے مُسرّت ہوئی کون اسکو اندازہ کرسکتا ہے؟ ہماری محسنہ قیصرہ مُبارکہ کو ہماری طرف سے خوشی اور شکر سے بھری ہوئی مُبارکباد پہونچے۔ خدا ملکہ معظمہ کو ہمیشہ خوشی سے رکھے!

وہ خُدا جو زمین کو بنانے والا اور آسمانون کو اونچا کرنیوالا اور چمکتے ہوئے سورج اور چاند کو ہمارے لئے کام مین لگانے والا ہے۔ اُسکی جناب مین ہم دُعا کرتے ہین کہ وہ ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو جو اپنی رعایا کی مُختلف اقوام کو کنار عاطفت مین لئے ہوئے ہے جسکے ایک وجود سے کروڑ ہا انسانون کو آرام پہنچ رہا ہے تادیر گاہ سلامت رکھے اور ایسا ہو کہ جلسۂ جوبلی کی تقریب پر {جس کی خوشی سے کروڑ ہا دل برٹش انڈیا اور انگلستان کے جوش نشاط مین اُن پھولون کی طرح حرکت کر رہے ہین جو نسیم صبا کی ٹھنڈی ہوا سے شگفتہ ہو کر پرندون کی طرح اپنے پرون کو ہلاتے ہین} جس زور شور سے زمین مُبارکبادی کے لئے اُچھل رہی ہے ایسا ہی آسمان بھی اپنے آفتاب و ماہتاب اور تمام ستارون کیساتھہ مُبارکبادیان دیوے! اور عنایت صمدی ایسا کرے کہ جیسا کہ ہماری عالیشان مُحسنہ ملکہ معظمہ والی ہند و انگلستان اپنی رعایا کے تمام بوڑھون اور بچون کے دلون مین ہر دل عزیز ہے ویسا ہی آسمانی فرشتون کے دلون مین بھی ہر دل عزیز ہو جائے۔ وہ قادر جسنے بیشمار دُنیوی برکتین اُسکو عطا کین دینی برکتون سے بھی اُسے مالا مال کرے وہ رحیم جسنے اس جہان مین اُسکو خوش رکھا اگلے جہان مین بھی خوشی کے سامان اُسکے لئے عطا کرے۔ خُدا کے کامون سے کیا بعید ہے کہ ایسا مُبارک وجود جس سے کروڑ ہا بلکہ بیشمار نیکی کے کام ہوئے اور ہو رہے ہین اُسکے ہاتھہ سے یہ آخری نیکی بھی ہو جائے

کہ انگلستان کو رحم اور امن کیساتھ انسان پرستی سے پاک کر دیا جائے تا فرشتوں کی روحین بھی بول اٹھین کہ اے موحدہ صدیقہ تجھے آسمان سے بھی مبارکباد جیسا کہ زمین سے!!

یہ دُعاگو کہ جو دُنیا مین عیسیٰ مسیح کے نام سے آیا ہے اُسی طرح وجود ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور اُسکے زمانہ سے فخر کرتا ہے جیسا کہ سید الکونین حضرت **محمد مصطفیٰ** صلی اللہ علیہ وسلم نے نوشیروان عادل کے زمانہ سے فخر کیا تھا۔ سو اگرچہ جلسہ جوبلی کی مُبارک تقریب پر ہر ایک شخص پر واجب ہی کہ ملکہ معظمہ کے احسانات کو یاد کر کے مُخلصانہ دُعاؤن کے ساتھ مُبارکباد دے اور حضور قیصرہ ہند و انگلستان مین شُکر گذاری کا ہدیہ گذرانے۔ مگر مین دیکھتا ہون کہ مُجھپر سب سے زیادہ واجب ہی۔ میرے لئے خُدا نے پسند کیا کہ مین آسمانی کارروائی کے لئے ملکہ معظمہ کی پُرامن حکومت کی پناہ لون۔ سو خُدا نے مجھے ایسے وقت مین اور ایسے مُلک مین مامور کیا جسجگہ انسانون کی آبرو اور مال اور جان کی حفاظت کیلئے حضرت قیصرہ مُبارکہ کا عہد سلطنت ایک فولادی قلعہ کی تاثیر رکھتا ہے۔ جس امن کیساتھ مینے اس مُلک مین بود و باش کر کے سچائی کو پھیلایا اُس کا شُکر کرنا میرے پر سب سے زیادہ واجب ہی۔ اور اگرچہ مینے اس شُکر گذاری کیلئے بہت سی کتابین اردو اور عربی اور فارسی مین تالیف کر کے اور انمین جناب ملکہ معظمہ کے تمام احسانات کو جو برٹش انڈیا کے مُسلمانون کے شامل حال ہین اسلامی دُنیا مین پھیلائی ہین اور ہر ایک مُسلمان کو سچّی اطاعت اور فرمانبرداری کی ترغیب دی ہے لیکن میرے لئے ضروری تھا کہ یہ تمام کارنامہ اپنا جناب ملکہ معظمہ کے حضور مین بھی پہونچاؤن۔ سو اسی بنا پر آج مجھے جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی جوبلی کے مُبارک موقعہ پر جو سچّی وفادار رعایا کے لئے بیشمار شُکر اور خوشی کا محل ہی اس

دلی مُدعا کے پورا کرنے کے لئے جرات ہوئی ہے۔

مین اس بات کو ظاہر کرنا بھی اپنی روشناسی کرانے کی غرض سے ضروری دیکھتا ہون کہ مین حضرت ملکہ معظمہ کی رعایا مین سے پنجاب کے ایک معزز خاندان میں سے ایک شخص ہون جو **میرزا غلام احمد قادیانی** کے نام سے مشہور ہون۔ میرے والد کا نام میرزا غلام مرتضیٰ اور اُن کے والد کا نام میرزا عطا محمد اور اُنکے والد کا نام میرزا گُل محمد تھا۔ یہ آخر الذکر اس زمانہ سے پہلے والیان ملک مین سے تھے۔ مجھے خدا نے جیسا کہ آگے بیان ہوگا اپنی خدمت مین لیلیا اور جیسا کہ وہ اپنے بندوں سے قدیم سے کلام کرتا آیا ہے مجھے بھی اُسنے اپنے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف بخشا۔ اور مجھے اُس نے نہایت پاک اصولون پر جو نوع انسان کے لئے مفید ہین قائم کیا۔ چنانچہ منجملہ اُن اصولون کے جنپر مجھے قائم کیا گیا ہے ایک یہ ہے کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ دُنیا مین جسقدر نبیوں کی معرفت مذہب پھیل گئے ہین اور استحکام پکڑ گئے ہین اور ایک حصہ دُنیا پر محیط ہو گئے ہین اور ایک عمر پا گئے ہین اور ایک زمانہ اُنپر گذر گیا ہے اُنمین سے کوئی مذہب بھی اپنی اصلیت کے رو سے جھوٹا نہین اور نہ اُن نبیون مین سے کوئی نبی جھوٹا ہے۔ کیونکہ خدا کی سُنت ابتدا سے اسی طرح پر واقع ہے کہ وہ ایسے نبی کے مذہب کو جو خدا پر افترا کرتا ہے اور خدا کی طرف سے نہین آیا بلکہ دلیری سے اپنی طرف سے باتین بناتا ہے کبھی سرسبز ہونے نہین دیتا۔ اور ایسا شخص جو کہتا ہے کہ مین خدا کی طرف سے ہون۔ حالانکہ خدا خوب جانتا ہے کہ وہ اسکی طرف سے نہین ہے۔ خدا اُس بیباک کو ہلاک کرتا ہے اور اُس کا تمام کاروبار درہم برہم کیا جاتا ہے۔ اور اسکی تمام جماعت متفرق کیجاتی ہے۔ اور اُس کا پچھلا حال پہلے سے بدتر ہوتا ہے۔ کیونکہ اُسنے خدا پر جھوٹ بولا۔ اور دلیری سے خدا پر

افترا کیا - پس خدا اسکو وہ عظمت نہین دیتا جو راستبازون کو دیجاتی ہے اور نہ وہ قبولیت اور استحکام بخشتا ہے جو صادق نبیون کیلئے مقرر ہے۔

اور اگر یہ سوال ہو کہ اگر یہی بات سچ ہے تو پھر دُنیا مین ایسے مذہب کیون پھیل گئے جنکی کتابون مین انسانون یا پتھرون یا فرشتون یا سورج اور چاند اور ستارون اور یا آگ اور پانی اور ہوا وغیرہ مخلوق کو خدا کر کے مانا گیا ہے؟ تو اسکا جواب یہ ہے۔ کہ ایسے مذہب یا تو اُن لوگونکی طرفسے ہین جنھون نے نبوت کا دعوی نہین کیا اور نہ الہام اور وحی کے مدعی ہوئے بلکہ اپنی فکر اور عقل کی غلطی سے مخلوق پرستی کی طرف جھک گئے - اور یا بعض مذہب ایسے تھے کہ درحقیقت خدا کے کسی سچے نبی کی طرفسے اُنکی بنیاد تھی لیکن مرور زمانہ سے اُنکی تعلیم لوگون پر مشتبہ ہوگئی - اور بعض استعارات یا مجازات کو حقیقت پر حمل کر کے وہ لوگ مخلوق پرستی مین پڑ گئے - لیکن دراصل وہ نبی ایسا مذہب نہین سکھاتے تھے - سو ایسی صورت مین اُن نبیوں کا قصور نہین کیونکہ وہ صحیح اور پاک تعلیم لائے تھے بلکہ جاہلون نے بدفہمی سے اُنکی کلام کے اُلٹے معنے کئے - سو جن جاہلون نے ایسا کیا اُنھون نے یہ دعوی تو نہین کیا کہ ہمپر خدا کا کلام نازل ہوا ہے اور ہم نبی ہین - بلکہ نبوت کی کلام کو اجتہاد کی غلطی سے اُنھون نے اُلٹا سمجھا - سو یہ غلطیان اور گمراہیان اگرچہ گناہ مین داخل ہین اور خدا تعالیٰ کی نظر مین مکروہ ہین - مگر اُنکے پھیلنے کو خدا تعالےٰ اسطرح نہین روکتا جس طرح اُس مفتری کی کارروائی کو روکتا ہے جو خدا پر افترا کرتا ہے - کوئی سلطنت خواہ زمینی ہے خواہ آسمانی ایسے مفتری کو مُہلت نہین دیتی جو ایک جھوٹا قانون بنا کر پھر سلطنت کی طرف منسوب کرتا ہے کہ وہ قانون اُس گورنمنٹ سے پاس ہو کر نکلا ہے - اور نہ کوئی سلطنت جائز رکھتی ہے کہ کوئی شخص جھوٹے طور پر سرکاری

ملازم بنکر ناجائز حکومت کو عمل مین لاوے - اور ایسا ظاہر کرے کہ وہ گورنمنٹ کا کوئی عہدہ دار ہے - حالانکہ وہ عہدہ دار کیا کسی ادنی درجہ کا ملازم بھی نہین -

سو یہی قانون خداتعالی کی قدیم سُنّت مین داخل ہے کہ وہ نبوّت کے جھوٹا دعوی کرنیوالیکو مُہلت نہین دیتا - بلکہ ایسا شخص جلد پکڑا جاتا اور اپنی سزا کو پہنچ جاتا ہے - اس قاعدہ کے لحاظ سے ہمین چاہیے کہ ہم اُن تمام لوگون کو عزت کی نگاہ سے دیکھین اور اُنکو سچا سمجھین جنھون نے کسی زمانہ مین نبوّت کا دعوی کیا اور پھر وہ دعوے اُن کا جڑ پکڑ گیا اور اُن کا مذہب دُنیا مین پھیل گیا اور استحکام پکڑ گیا اور ایک عُمر پا گیا - اور اگر ہم اُنکے مذہب کی کتابون مین غلطیان پائین یا اُس مذہب کے پابندون کو بدچلنیون مین گرفتار مشاہدہ کرین تو ہمین نہین چاہیے کہ وہ سب داغ ملالت اُن مذاہب کے بانیون پر لگا دین - کیونکہ کتابون کا محرّف ہو جانا ممکن ہے - اجتہادی غلطیون کا تفسیرون مین داخل ہو جانا ممکن ہے - لیکن یہ ہرگز ممکن نہین کہ کوئی شخص کھلا کھلا خدا پر افترا کرے اور کہے کہ مین اُس کا نبی ہون اور اپنا کلام پیش کرے اور کہے کہ "یہ خدا کا کلام ہے" - حالانکہ وہ نہ نبی ہو اور نہ اُس کا کلام خدا کا کلام ہو اور پھر خدا اُسکو سچّون کی طرح مُہلت دے اور سچّون کی طرح اُسکی قبولیّت پھیلائے -

لہذا یہ اصول نہایت صحیح اور نہایت مُبارک اور باوجود اسکے صلحکاری کی بنیاد ڈالنے والا ہے کہ ہم ایسے تمام نبیون کو سچّے نبی قرار دین جن کا مذہب جڑ پکڑ گیا اور عمر پا گیا اور کروڑہا لوگ اُس مذہب مین آ گئے - یہ اصول نہایت نیک اصول ہے اور اگر اس اصل کی تمام دُنیا پابند ہو جائے تو ہزارون فساد اور توہین مذہب جو مُخالف امن عامہ خلائق ہین اُٹھ جائین - یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ کسی مذہب کے پابندونکو

ایک ایسے شخص کا پیرو خیال کرتے ہین جو اُنکی دانست ہین دراصل وہ کاذب اور مفتری ہے تو وہ اس خیال سے بہت سے فتنون کی بُنیاد ڈالتے ہین - اور وہ ضرور توہین کے جرائم کے مرتکب ہوتے ہین اور اُس نبی کی شان مین نہایت گستاخی کے الفاظ بولتے ہین اور اپنے کلمات کو گالیون کی حدتک پہنچاتے ہین اور صلحکاری اور عامہ خلائق کے امن مین فتور ڈالتے ہین - حالانکہ یہ خیال اُنکا بالکل غلط ہوتا ہے - اور وہ اپنے گستاخانہ اقوال مین خدا کی نظر مین ظالم ہوتے ہین - خُدا جو رحیم و کریم ہے وہ ہرگز پسند نہین کرتا جو ایک جھوٹے کو ناحق کا فروغ دیکر اور اُسکے مذہب کی جڑ جماکر لوگون کو دھوکہ مین ڈالے - اور نہ جائز رکھتا ہے کہ ایک شخص باوجود مفتری اور کذاب ہونے کے دُنیا کی نظر مین سچے نبیون کا ہم پلہ ہو جائے -

پس یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلحکاری کی بُنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتون کو مدد دینے والا ہے کہ ہم اُن تمام نبیون کو سچا سمجھ لین جو دُنیا مین آئے - خواہ ہند مین ظاہر ہوئے یا فارس مین یا چین مین یا کسی اور ملک مین اور خُدا نے کروڑہا دلون مین اُنکی عزت اور عظمت بٹھادی اور اُنکے مذہب کی جڑ قائم کردی - اور کئی صدیون تک وہ مذہب چلا آیا - یہی اصول ہے جو **قرآن نے ہمین سکھلایا** اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جنکی سوانح اس تعریف کے نیچے آگئی ہین عزت کی نگہ سے دیکھتے ہین گو وہ ہندوؤن کے مذہب کے پیشوا ہون یا فارسیون کے مذہب کے یا چینیون کے مذہب کے یا یہودیون کے مذہب کے یا عیسائیون کے مذہب کے - مگر افسوس کہ ہمارے مُخالف ہم سے یہ برتاؤ نہین کرسکتے اور خُدا کا یہ پاک اور غیر متبدل قانون اُنکو یاد نہین کہ وہ جھوٹے نبی کو وہ برکت

اور عزت نہین دیتا جو سچے کو دیتا ہے - اور جھوٹے نبی کا مذہب جڑ نہین پکڑتا اور نہ عمر پاتا ہے جیسا کہ سچے کا جڑ پکڑتا اور عمر پاتا ہے - پس ایسے عقیدہ والے لوگ جو قومون کے نبیون کو کاذب قرار دیکر برا کہتے رہتے ہین ہمیشہ صلحکاری اور امن کے دشمن ہوتے ہین کیونکہ قومون کے بزرگون کو گالیان نکالنا اس سے بڑھکر فتنہ انگیز اور کوئی بات نہین - بسا اوقات انسان مرنا بھی پسند کرتا ہے مگر نہین چاہتا کہ اُسکے پیشوا کو برا کہا جائے - اگر ہمین کسی مذہب کی تعلیم پر اعتراض ہو تو ہمین نہین چاہیے کہ اُس مذہب کے نبی کی عزت پر حملہ کرین - اور نہ یہ کہ اُسکو بُرے الفاظ سے یاد کرین - بلکہ چاہیے کہ صرف اُس قوم کے موجودہ دستور العمل پر اعتراض کرین - اور یقین رکھین کہ وہ نبی جو خدا تعالی کی طرفسے کروڑہا انسانون مین عزت پا گیا اور صد ہا برسون سے اُسکی قبولیت چلی آتی ہے یہی پختہ دلیل اُسکے منجانب اللہ ہونے کی ہے - اگر وہ خدا کا مقبول نہ ہوتا تو اسقدر عزت نہ پاتا - مُفتری کو عزت دینا اور کروڑہا بندون مین اُسکے مذہب کو پھیلانا اور زمانہ دراز تک اُس کے مفتریانہ مذہب کو محفوظ رکھنا خدا کی عادت نہین ہے - سو جو مذہب دُنیا مین پھیل جائے اور جم جائے اور عزت اور عمر پا جائے وہ اپنی اصلیت کے رو سے ہرگز جھوٹا نہین ہو سکتا پس اگر وہ تعلیم قابل اعتراض ہے تو اس کا سبب یا تو یہ ہوگا کہ اُس نبی کی ہدایتون مین تحریف کی گئی ہے - اور یا یہ سبب ہوگا کہ اُن ہدایتوں کی تفسیر کرنیمین غلطی ہوئی ہے - اور یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خود ہم اعتراض کرنیمین حق پر نہ ہون - چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ بعض پادری صاحبان اپنی کم فہمی کیوجہ سے قرآن شریف کی اُن باتونپر اعتراض کردیتے ہین جنکو توریت مین صحیح اور خدا کی تعلیم مان چکے ہین - سو ایسا اعتراض خود اپنی غلطی یا شتابکاری ہوتی ہے -

خلاصہ یہ کہ دُنیا کی بھلائی اور امن اور صلحکاری اور تقویٰ اور خدا ترسی اسی اصول مین ہے کہ ہم اُن نبیون کو ہرگز کاذب قرار نہ دین جنکی سچائی کی نسبت کروڑہا انسانون کی صدہا برسون سے رائے قائم ہو چکی ہو۔ اور خدا کی تائیدین قدیم سے اُنکے شامل حال ہون۔ اور مین یقین رکھتا ہون کہ ایک حق کا طالب خواہ وہ ایشیائی ہو یا یورپ میں ہمارے اس اصول کو پسند کریگا۔ اور آہ کھینچ کر کہے گا کہ افسوس ہمارا اصول ایسا کیون نہ ہوا۔

مین اس اصول کو اس غرض سے حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند و انگلستان کی خدمت مین پیش کرتا ہون کہ امن کو دُنیا مین پھیلانیوالا صرف یہی ایک اصول ہے جو ہمارا اصول ہے اسلام فخر کرسکتا ہے کہ اس پیارے اور دلکش اصول کو خصوصیت سے اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ کیا ہمین روا ہے کہ ہم ایسے بزرگون کی کسرشان کرین جو خدا کے فضل نے ایک دُنیا کو اُن کے تابعدار کردیا اور صدہا برسون سے بادشاہونکی گردنین اُنکے آگے جھکتی چلی آئین؟ کیا ہمین روا ہی کہ ہم خدا کی نسبت یہ بدظنی کرین کہ وہ جھوٹون کو سچون کی شان دیکر اور سچون کی طرح کروڑہا لوگون کا اُنکو پیشوا بنا کر اور اُنکے مذہب کو ایک لمبی عمر دیکر اور اُنکے مذہب کی تائید مین آسمانی نشان ظاہر کرکے دُنیا کو دھوکہ دینا چاہتا ہے؟ اگر خدا ہی ہمین دھوکہ دے تو پھر ہم راست اور ناراست مین کیونکر فرق کرسکتے ہین؟

یہ بڑا ضروری مسئلہ ہے کہ جھوٹے نبی کی شان و شوکت اور قبولیت اور عظمت ایسی پھیلنی نہین چاہیے جیسا کہ سچے کی۔ اور جھوٹونکے منصوبونمین وہ رونق پیدا نہین ہونی چاہیے جیسا کہ سچے کے کاروبار مین پیدا ہونی چاہیے۔ اسی لئے سچے کی اوّل علامت یہی ہے کہ خدا کی دائمی تائیدون کا سلسلہ اُسکے شامل حال ہو اور خدا اُسکے مذہب کے پودہ کو کروڑہا دلونمین لگا دیوے اور عمر بخشے۔ پس جس نبی کے مذہب

ہین ہم یہ علامتین پا دین ہین چاہیے کہ ہم اپنی موت اور انصاف کے دن کو یاد کر کے ایسے بزرگ پیشوا کی اہانت نہ کرین بلکہ سچی تعظیم اور سچی محبت کرین۔ غرض یہ وہ پہلا اصول ہی جو ہمین خدا نے سکھلایا ہے جسکے ذریعہ سے ہم ایک بڑے اخلاقی حصہ کے وارث ہو گئے ہین۔

اور دوسرا اصول جسپر مجھے قائم کیا گیا ہے وہ جہاد کے اُس غلط مسئلہ کی اصلاح ہے جو بعض نادان مسلمانون مین مشہور ہے۔ سو مجھے خدا تعالی نے سمجھا دیا ہے کہ جن طریقون کو آجکل جہاد سمجھا جاتا ہے وہ قرآنی تعلیم سے بالکل مخالف ہین۔ بیشک قرآن شریف مین لڑائیون کا حکم ہوا تھا جو موسیٰ کی لڑائیون سے زیادہ معقول اور یشوع بن نون کی لڑائیون سے زیادہ پسندیدگی اپنے اندر رکھتا تھا۔ اور اسکی بنا صرف اسبات پر تھی کہ جنھون نے مسلمانون کے قتل کرنے کیلئے ناحق تلوارین اٹھائین اور ناحق کے خون کئے اور ظلم کو انتہا تک پہونچایا انکو تلوار دن سے ہی قتل کیا جائے۔ مگر پھر بھی یہ عذاب موسیٰ کی لڑائیون کی طرح بہت سختی اپنے اندر نہین رکھتا تھا۔ بلکہ جو شخص قبول اسلام کیساتھ اگر وہ عربی ہے یا جزیہ کیساتھ اگر وہ غیر عربی ہے پناہ لیتا تھا تو وہ عذاب ٹل جاتا تھا اور یہ طریق بالکل قانون قدرت کیموافق تھا۔ کیونکہ خدا تعالی کے عذاب جو وبا ؤن کے رنگ مین دنیا پر نازل ہوتے ہین وہ صدقہ خیرات اور دعا اور توبہ اور خشوع اور خضوع کیساتھ بیشک زوال پذیر ہو جاتے ہین۔ اسیوجہ سے جب شدت سے وبا کی آگ بھڑکتی ہے تو طبعاً دنیا کی تمام قومین دعا اور توبہ اور استغفار اور صدقہ خیرات کیطرف مشغول ہو جاتی ہین۔ اور خدا کیطرف رجوع کرنیکے لئے ایک طبعی حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عذاب کے نزول کیوقت طبائع

انسانیہ کا اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ایک طبعی امر ہے۔ اور توبہ اور دعا کرنا عذاب کے وقتوں میں انسان کیلئے فائدہ مند ثابت ہوا ہے۔ یعنے توبہ اور استغفار سے عذاب ٹل بھی جاتا ہے جیساکہ یونس نبی کی قوم کا عذاب ٹل گیا۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ کی دعا سے کئی دفعہ بنی اسرائیل کا عذاب ٹل گیا۔ سو خدا تعالیٰ کا ان کفّار کو جنھوں نے اسلام اور مسلمانوں پر بہت سختی کی تھی یہانتک کہ عورتیں اور بچے بھی قتل کئے تھے تلوار کے عذاب سے شکنجہ میں گرفتار کرنا اور پھر انکی توبہ اور رجوع اور حق پذیری سے نجات دیدینا یہ وہی خدا کی قدیم عادت ہی جس کا مشاہدہ ہر زمانہ مین ہوتا چلا آیا ہے۔

غرض ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیوقتین اسلامی جہاد کی جڑ یہی تھی کہ خدا کا غضب ظلم کرنیوالوں پر بھڑکا تھا۔ لیکن کسی عادل گورنمنٹ کے سایہ معدلت کے نیچے رہکر جیساکہ ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی سلطنت ہی پھر اسکی نسبت بغاوت کا قصد رکھنا اس کا نام جہاد نہین ہے بلکہ یہ ایک نہایت وحشیانہ اور جہالت سے بھرا ہوا خیال ہے جس گورنمنٹ کے ذریعہ سے آزادی سے زندگی بسر ہو اور پورے طور پر امن حاصل ہو اور فرائض مذہبی کما حقہ ادا کرسکین اسکی نسبت بدنیتی کو عمل مین لانا ایک مجرمانہ حرکت ہی نہ جہاد۔ اسی لئے ۱۸۵۷ء مین مفسدہ پرداز لوگونکی حرکت کو خدا نے پسند نہین کیا اور آخر طرح طرح کے عذابون مین وہ مبتلا ہوئے۔ کیونکہ انھون نے اپنی محسن اور مربّی گورنمنٹ کا مقابلہ کیا۔ سو خدا تعالیٰ نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ محسن گورنمنٹ کی جیساکہ یہ گورنمنٹ برطانیہ ہے سچّی اطاعت کیجائے اور سچّی شکر گذاری کیجائے۔ سو مین اور میری جماعت اس اصول کے پابند ہین۔ چنانچہ مینے اس مسئلہ پر عملدرآمد کرانے کیلئے بہت سی کتابین عربی اور فارسی اور اردو مین تالیف کین اور انمین

تفصیل سے لکھا کہ کیونکر مسلمانان برٹش انڈیا اس گورنمنٹ برطانیہ کے نیچے آرام سے زندگی بسر کرتے ہین اور کیونکر آزادگی سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے پر قادر ہین اور تمام فرائض منصبی بے روک ٹوک بجالاتے ہین۔ پھر اس مبارک اور امن بخش گورنمنٹ کی نسبت کوئی خیال بھی جہاد کا دل مین لانا کسقدر ظلم اور بغاوت ہے۔ یہ کتابین ہزارہا روپیہ کے خرچ سے طبع کرائی گیئن اور پھر اسلامی ممالک مین شایع کی گیئن۔ اور مین جانتا ہون کہ یقیناً ہزارہا مسلمانون پر ان کتابون کا اثر پڑا ہے۔ بالخصوص وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے وہ ایک ایسی سچی مخلص اور خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بنگئی ہے کہ مین دعوی سے کہہ سکتا ہون کہ انکی نظیر دوسرے مسلمانون مین نہین پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کیلئے ایک وفادار فوج ہے جن کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے۔

مینے اپنی تالیف کردہ کتابون مین اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ جو کچھ نادان مولوی تلوار کے ذریعہ سے حاصل کرنا چاہتے ہین وہ امر سچے مذہب کے لئے دوسرے رنگ مین گورنمنٹ برطانیہ مین حاصل ہے۔ یعنی ہر ایک شخص بتمام تر آزادی اپنے مذہب کا اثبات اور دوسرے مذہب کا ابطال کرسکتا ہے۔ اور میری رائے مین مسلمانون کے لئے مذہبی خیالات کے اظہار مین قانونی حد تک وسیع اختیارات ہونا بھی پر خیر مصلحت ہے کیونکہ وہ اسطور اپنی اصل غرض کو پاکر جنگجوئی کی عادات کو جو کتاب اللہ کی غلط فہمی سے بعضون مین پائی جاتی ہین بھلا دینگے وجہ یہ کہ جیسا کہ ایک منشی چیز کا استعمال کرنا دوسری منشی چیز سے فارغ کر دیتا ہے ایسا ہی جب ایک مقصد ایک پہلو سے نکلتا ہے تو دوسرا پہلو خود سست ہو جاتا ہے۔

انھین اغراض سے مین اپنا فرض سمجھتا ہون کہ مذہبی مباحثات کی بارہ مین

انگریزی آزادی سے فائدہ اُٹھاوُن۔ اور نیز اسلامی جوش کے لوگونکو اس جائز امر کی طرف توجہ دیکر ناجائز خیالات اور جوشون سے اُنکے جذبات کو روکدون مُسلمان لوگ ایک **خونی مسیح** کے منتظر تھے اور نیز ایک **خونی مہدی** کی بھی انتظار کرتے تھے۔ اور یہ عقیدے اس قدر خطرناک ہین کہ ایک مُفتری کاذب مہدی موعود کا دعویٰ کرکے ایک دُنیا کو خون مین غرق کرسکتا ہے۔ کیونکہ مُسلمانون مین ابتک یہ خاصیت ہی کہ جیسا کہ وہ ایک جہاد کی رغبت دلانیوالے فقیر کیساتھ ہو جاتے ہین شاید وہ ایسی تابعداری بادشاہ کی بھی نہین کرسکتے۔ **پس** خدا نے چاہا کہ یہ غلط خیالات دور ہون اسلئے اُسنے مجھے **مسیح موعود** اور **مہدی معہود** کا خطاب دیکر میرے پر ظاہر فرمایا کہ کسی خونی مہدی یا خونی مسیح کی انتظار کرنا سراسر غلط خیال ہے۔ بلکہ خدا ارادہ فرماتا ہے کہ آسمانی نشانونکے ساتھ سچ کو دُنیا مین پھیلاوے۔ سو میرا اصول یہ ہے کہ دُنیا کی بادشاہون کو اپنی بادشاہیاں مُبارک ہون ہمین اُنکی سلطنت اور دولت سے کچھ غرض نہین ہمارے لئے آسمانی بادشاہی ہے۔ ہان نیک نیتی سے اور سچی خیرخواہی سے بادشاہون کو بھی آسمانی پیغام پہونچانا ضروری ہے۔ لیکن اس گورنمنٹ برطانیہ کی نسبت نہ صرف اسقدر ہے بلکہ چونکہ ہم اس دولت کے سایہ عاطفت کے نیچے بامن زندگی بسر کرتے ہین اسلئے اس دولت کیلئے ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ اُسکی دُنیا اور آخرت کیلئے دُعا بھی کرین۔

افسوس کہ جسوقت سے مینے ہندوستان کے مُسلمانون کو یہ خبر سُنائی ہی کہ کوئی خونی مہدی یا خونی مسیح **دُنیا مین آنے والا نہین** ہے بلکہ ایک شخص صلحکاری کیساتھ آنے والا تھا جو **مین ہون** اُسوقت سے یہ نادان مولوی مُجھسے بُغض رکھتے ہین۔ اور مجھکو کافر اور دین سے خارج ٹھہراتے ہین۔ عجیب بات ہے

کہ یہ لوگ بنی نوع کی خونریزی سے خوش ہوتے ہین - مگر یہ قرآنی تعلیم نہین ہے - اور نہ سب
مسلمان اس خیال کے ہین - یہ پادریونکی بھی خیانت ہے کہ ناحق دائمی جہاد کے مسئلہ کو
قرآن شریف کیطرف منسوب کرتے ہین - اور اسطرح بعض نادانونکو دھوکہ مین ڈالکر
نفسانی جوشونکی طرف انکو توجہ دیتے ہین - اور مین نہ اپنے نفس سے اور نہ اپنے خیال
سے بلکہ خدا سے مامور ہون کہ جس گورنمنٹ کے سایہ عطوفت کے نیچے مین امن کیساتھ
زندگی بسر کر رہا ہون اسکے لئے دعا مین مشغول رہون - اور اسکے احسانات کا شکر کرون اور
اسکی خوشی کو اپنی خوشی سمجھون - اور جو کچھ مجھے فرمایا گیا ہے نیک نیتی سے اس تک پہنچاؤن
لہذا اس موقعہ جوبلی پر **جناب ملکہ معظمہ** کے ان **متواتر احسانات** کو یاد کرکے
جو ہماری جان اور مال اور آبرو کے شامل حال ہین **ہدیہ شکرگذاری** پیش کرتا
ہون اور وہ ہدیہ **دعائے سلامتی و اقبال ملکہ ممدوحہ** ہے جو دل سے اور
وجود کے ذرہ ذرہ سے نکلتی ہے -

اے قیصرہ و ملکہ معظمہ! ہمارے دل تیرے لئے دعا کرتے ہوئے جناب
الہی مین جھکتے ہین - اور ہماری روحین تیرے اقبال اور سلامتی کیلئے حضرت احدیت
مین سجدہ کرتی ہین - **اے اقبالمند قیصرہ ہند!** اس جوبلی کی تقریب پر ہم اپنے
دل اور جان سے تجھے مبارکباد دیتے ہین - اور خدا سے چاہتے ہین کہ خدا تجھے ان
نیکیونکی بہت بہت جزا دے جو تجھسے اور تیری بابرکت سلطنت سے اور تیرے
امن پسند حکام سے ہمین پہونچی ہین - ہم تیرے وجود کو اس ملک کے لئے خدا کا ایک بڑا
فضل سمجھتے ہین - اور ہم ان الفاظ کے نہ ملنے سے شرمندہ ہین جن سے ہم اس شکر کو پورے
طور پر ادا کرسکتے - ہر ایک دعا جو ایک سچا شکرگذار تیرے لئے کرسکتا ہے ہماری طرف سے تیرے

حق مین قبول ہو۔ خدا تیری آنکھونکو مُرادونکے ساتھ ٹھنڈی رکھے۔ اور تیری عمر اور صحت اور سلامتی مین زیادہ سے زیادہ برکت دے اور تیرے اقبال کا سلسلہ ترقیات جاری رکھے اور تیری اولاد اور ذرّیت کو تیری طرح اقبال کے دن دکھاوے۔ اور فتح اور ظفر عطا کرتا رہے۔ ہم اُس کریم و رحیم خُدا کا بہت بہت شکر کرتے ہین جسنے اس مسرّت بخش دن کو ہمین دکھایا۔ اور جسنے ایسی مُحسنہ رعیّت پرور دادگستر بیدار مغز ملکہ کے زیر سایہ ہمین پناہ دی۔ اور ہمین اُسکے مُبارک عہد سلطنت کے نیچے یہ موقعہ دیا کہ ہم ہر ایک بھلائی کو جو دُنیا اور دین کے متعلق ہو حاصل کرسکین۔ اور اپنے نفس اور اپنی قوم اور اپنے بنی نوع کیلئے سچّی ہمدردی کے شرائط بجالاسکین۔ اور ترقی کی اُن راہوں پر آزادی سے قدم مار سکین جن راہونپر چلنے سے نہ صرف ہم دُنیا کی مکروہات سے محفوظ رہ سکتے ہین بلکہ ابدی جہان کی سعادتین بھی ہمیں حاصل ہوسکتی ہین۔

جب ہم سوچتے ہین کہ یہ تمام نیکیان اور اُنکے وسائل جناب قیصرہ ہند کی عہد سلطنت مین ہمکو ملی ہین۔ اور یہ سب خیر اور بھلائی کے دروازے اسی ملکہ معظمہ مبارکہ کے ایام بادشاہت مین ہم پر کُھلے ہین تو اس سے ہمین اسبات پر قوی دلیل ملتی ہو کہ جناب قیصرہ ہند کی نیت رعایا پروری کیلئے نہایت ہی نیک ہو۔ کیونکہ یہ ایک مُسلّم مسئلہ ہے کہ بادشاہ کی نیت رعایا کے اندرونی حالات اور اُنکے اخلاق اور چال چلن پر بہت اثر رکھتی ہے۔ یا یون بھی کہہ سکتے ہین کہ جب کسی حصّہ زمین پر نیک نیت اور عادل بادشاہ حکمرانی کرتا ہے تو خدا تعالی کی یہی عادت ہو کہ اُس زمین کے رہنے والے اچھی باتون اور نیک اخلاق کی طرف توجہ کرتے ہین۔ اور خدا اور خلقت کیساتھ اخلاص کی عادت اُن مین پیدا ہو جاتی ہے۔ سو یہ امر ہر ایک آنکھ کو بدیہی طور پر نظر آرہا ہے کہ برٹش انڈیا

مین اچھی حالتون اور اچھے اخلاق کی طرف ایک انقلاب عظیم پیدا ہو رہا ہے اور وحشیانہ جذبات ملکوتی حالات کیطرف انتقال کر رہے ہین - اور نئی ذریت نفاق کی جگہ اخلاص کو زیادہ پسند کرتی جاتی ہے - اور لوگونکی استعداد دین سچائی کے قبول کرنیکے لئے بہت نزدیک آتی جاتی ہین - انسانونکی عقل اور فہم اور سوچ مین ایک بڑی تبدیلی پیدا ہو گئی ہے اور اکثر لوگ ایک سادہ اور بے لوث زندگی کے لئے طیار ہو رہے ہین - مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عہد سلطنت ایک ایسی روشنی کا پیش خیمہ ہے جو آسمان سے اُترکر دلونکو روشن کرنیوالی ہے ہزار دن دل اسطرح پر راستی کے شوق مین اُچھل رہے ہین کہ گویا وہ ایک آسمانی مہمان کیلئے جو سچائی کا نور ہے پیشوائی کے طور پر قدم بڑھاتے ہین - انسانی قویٰ کے تمام پہلوؤن مین اچھے انقلاب کا رنگ دکھائی دیتا ہے اور دلونکی حالت اُس عمدہ زمین کیطرح ہو رہی ہے جو اپنا سبزہ نکالنے کیلئے پھول گئی ہو - ہماری ملکہ معظمہ اگر اس بات سے فخر کرین تو بجا ہے کہ روحانی ترقیات کیلئے خدا اسی زمین سے ابتدا کرنا چاہتا ہے جو برٹش انڈیا کی زمین ہے اس ملک مین کچھ ایسے روحانی انقلاب کے آثار نظر آتے ہین کہ گویا خدا بہتونکو سفلی زندگی سے باہر نکالنا چاہتا ہے - اکثر لوگ بالطبع پاک زندگی کے حاصل کرنیکے لئے میل کرتے جاتے ہین - اور بہت سی روحین عمدہ تعلیم اور عمدہ اخلاق کی تلاش مین ہین اور خدا کا فضل امید دے رہا ہے کہ وہ اپنی ان مرادونکو پائینگے -

اگرچہ اکثر قومین ابھی ایسی کمزور ہین کہ سچائی کی گواہی صفائی کیساتھ دے نہین سکتین بلکہ سچائی کو سمجھ نہین سکتین اور انکی تحریرات اور تقریرین کم و بیش تعصب کی رنگ آمیزی پائی جاتی ہے مگر دیکھا جاتا ہے کہ انصاف پسند انسانون مین حق شناسی کی قوت بڑھگئی ہے - وہ راستی کی چمک کو بہت سے پردون مین سے بھی دیکھ لیتے ہین - یہ ایک بہت ہی قابل قدر

بات ہی کہ اکثر لوگ عرفانی روشنی کی تلاش مین لگ گئے ہین۔ ہان تلاش کی دُھن مین غلطیون مین بھی پڑ رہے ہین۔ اور غیر معبود کو حقیقی معبود کی جگہہ بھی دیتے ہین۔ مگر کچھہ شک نہین کہ ایک حرکت پیدا ہو گئی ہے۔ اور باتونکی حقیقت اور اصلیت اور جڑ تک پہنچنا اور سطحی خیالات تک رُکے نہ رہنا قابل تعریف خلق سمجھا گیا ہے۔ جس سے آیندہ کی امیدین مضبوط ہو گئی ہین پس اسمین کیا شک ہی کہ یہہ بھی بادشاہ وقت کا ایک پرتوہ ہے اور کچھہ شک نہین کہ یہ گورمنٹ ہندوستان مین داخل ہوتے ہی ایک روحانی سرگرمی اور حق کی تلاش کا اثر ساتھہ لائی ہی اور بلاشبہ یہ اُس ہمدردی کا نتیجہ معلوم ہوتا ہی جو ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے دل مین برٹش انڈیا کی رعیت کی نسبت مرکوز ہے۔

اور اگرچہ مین اُن احسانون کا بھی بدرجہ غایت قدر کرتا ہون جو جسمانی طور پر جناب ملکہ معظمہ کی توجہات سے شامل حال مُسلمانان ہند ہین۔ لیکن ایک بڑا حصّہ عنایات حضرت قیصرہ ہند کا یہی ہے کہ اُنکے ایّام دولت مین ہندوستان کی بہت سی وحشیانہ حالتین رو باصلاح ہو گئی ہین۔ اور ہر ایک شخص نے روحانی ترقیات کا بڑا موقعہ پایا ہے۔ ہم صریح دیکھتے ہین کہ گویا زمانہ ایک سچّی اور پاک صلاحیّت کے نزدیک آتا جاتا ہے اور دلونکو حقیقت شناسی کی طرف توجہ پیدا ہوتی جاتی ہے۔ مذہبی امور مین بوجہ تبادل خیالات کے ہر ایک حق کی تلاش کرنیوالے کو آگے قدم رکھنے کی جرات ہو گئی ہے۔ اور وہ سچّا اور اکیلا خدا جو بہتونکی نظر سے پوشیدہ تھا اب اپنی تجلیات کے دکھلانیکے لئے صریح ارادہ کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ میرے خیال مین یہ بھی گذرتا ہے کہ اس سے پہلے اس ملک کی فارغ البالی اور دولتمندی اُسکے روحانی ترقی کی بہت مانع تھی اور ہر ایک مال اور دولت رکھنے والا عیاشی اور آرام پسندی کی طرف اعتدال سے زیادہ جھک گیا تھا۔ اگر ہندوستان کی وہی صورت رہتی تو آج شاید

اس ملک کے رہنے والے وحشیون سے بھی بدتر ہوتے - یہ اچھا ہوا کہ بسبب احسن تدبیر گورنمنٹ
برطانیہ کے اس ملک کے اسباب تنعم و آرام طلبی کچھہ مختصر کیے گئے تا لوگ فنون اور علوم کیطرف
متوجہ ہون اور روحانی ترقیات کا بھی دروازہ کھلے اور نفسانی جذبات کے وسائل کم ہو جائین
سو یہ سب کچھہ عہد سعادت مہد ملکہ معظمہ قیصرہ ہند مین ظہور مین آیا - مین خوب جانتا ہون
کہ مصیبت اور محتاجگی بھی انسان کی انسانیت کیلئے ایک کیمیا ہے بشرطیکہ انتہا تک نہ پہنچے
اور تھوڑے دن ہو - سو ہمارا ملک اس کیمیا کا بھی محتاج تھا - میرا اس مین ذاتی تجربہ ہے کہ ہمنے
اس کیمیا سے بہت فائدہ اٹھایا ہے - اور بہت سے روحانی جواہرات ہمکو اس ذریعہ سے
ملے ہین - مین پنجاب کے ایک ایسے خاندان مین سے ہون جو سلاطین مغلیہ کے عہد مین ایک ریاست
کی صورت مین چلا آتا تھا اور بہت سے دیہات زمینداری ہمارے بزرگون کے پاس تھے اور
اختیارات حکومت بھی تھے - پھر سکھون کے عروج سے کچھہ پہلے یعنی جبکہ شاہان مغلیہ کے
انتظام ملکداری مین بہت ضعف آگیا تھا - اور اسطرف طوائف الملوک کی طرح خود مختار
ریاستین پیدا ہو گئی تھین - میرے پڑدادا صاحب میرزا گل محمد بھی طوائف الملوک مین سے تھے اور اپنی
ریاست مین من کل الوجوہ خود مختار رئیس تھے - پھر جب سکھون کا غلبہ ہوا تو صرف اسی ۸۰ گاؤن
انکے ہاتھہ مین رہگئے - اور پھر بہت جلد اسی کے عدد کا صفر بھی اڑ گیا اور پھر شاید
آٹھہ یا سات گاؤن باقی رہے - رفتہ رفتہ سرکار انگریزی کیوقت مین تو بالکل خالی ہاتھہ
ہو گئے - چنانچہ اوائل عملداری اس سلطنت مین صرف پانچ گاؤن کے مالک کہلاتے تھے اور
میرے والد میرزا غلام مرتضی صاحب دربار گورنری مین کرسی نشین بھی تھے اور سرکار انگریزی
کے ایسے خیر خواہ اور دل کے بہادر تھے کہ مفسدہ ۱۸۵۷ء مین پچاس گھوڑے اپنی گرہ
سے خرید کر اور پچاس جوان جنگجو بہم پہونچا کر اپنی حیثیت سے زیادہ اس گورنمنٹ عالیہ

کو مدد دی تھی - غرض ہماری ریاست کے ایّام دن بدن زوال پذیر ہوتے گئے یہانتک کہ آخری نوبت ہماری یہ تھی کہ ایک کم درجہ کے زمیندار کی طرح ہمارے خاندان کی حیثیّت ہوگئی - بظاہر یہ بات بہت غم دلانیوالی ہے کہ ہم اوّل کیا تھے اور پھر کیا ہوگئے لیکن جب مین سوچتا ہون تو یہ حالت نہایت قابل شکر معلوم ہوتی ہے کہ خدا نے ہمین بہت سے اُن ابتلاؤن سے بچالیا کہ جو دولتمندی کے لازمی نتائج ہین جنکو ہم اسوقت اس ملک مین اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہین - مگر مین اس ملک کے امیرون اور رئیسون کے نظائر پیش کرنا نہین چاہتا جو میری رائے کی تائید کرتے ہین - اور مین مناسب نہین دیکھتا کہ اس ملک کے سُست اور کاہل اور آرام پسند اور دین و دُنیا سے غافل اور عیّاشی مین غرق امیرون اور دولتمندون کے نمونے اپنی تائید دعوی مین پیش کرون کیونکہ مین نہین چاہتا کہ کسی کے دل کو دُکھ دون - اسجگہ میرا مطلب صرف اسقدر ہے کہ اگر ہمارے بزرگوں کی ریاست مین فتور نہ آتا تو شاید ہم بھی ایسی ہی ہزارون طرح کی غفلتون اور تاریکیون اور نفسانی جذبات مین غرق ہوتے - سو ہمارے لئے جناب باری تعالیٰ جلّ جلالہ نے دولت عالیہ برطانیہ کو نہایت ہی مُبارک کیا کہ ہم اس بابرکت سلطنت مین اس ناچیز دنیا کی صدہا زنجیرون اور اُسکے فانی تعلقات سے فارغ ہوکر بیٹھ گئے - اور خُدا نے ہمین اُن تمام امتحانون اور آزمایشون سے بچالیا کہ جو دولت اور حکومت اور ریاست اور امارت کی حالتین پیش آتے اور روحانی حالتون کا ستیاناس کرتے ہین - یہ خدا کا فضل ہے کہ اُسنے ہمین ان گردشون اور طرح طرح کے حوادث مین جو حکومت کے بعد تحکّم کے زمانہ سے لازم حال پڑی ہوئی ہین برباد کرنا نہین چاہا بلکہ زمین کی ناچیز حکومتون اور ریاستون سے ہمین نجات

دیکر آسمان کی بادشاہت عطا کی جہان نہ کوئی دشمن چڑھائی کر سکے اور نہ آئے دن اسمین
جنگون اور خونریزیونکے خطرات ہون اور نہ حاسدون اور بخیلون کو منصوبہ بازی کا موقعہ
ملے - اور چونکہ اُس نے مجھے یسوع مسیح کے رنگ مین پیدا کیا تھا اور توارد طبع کے لحاظ سے
یسوع کی روح میرے اندر رکھی تھی اسلئے ضرور تھا کہ گم گشتہ ریاست مین بھی مجھے یسوع مسیح کیساتھ
مشابہت ہوتی - سو ریاست کا کاروبار تباہ ہونے سے یہ مشابہت بھی متحقق ہوگئی جسکو خدا نے
پورا کیا - کیونکہ یسوع کے ہاتھ مین داؤد بادشاہ نبی اللہ کے ممالک مقبوضہ مین سے جسکی اولاد مین سے
یسوع تھا ایک گاؤن بھی باقی نہین رہا تھا صرف نام کی شہزادگی باقی رہگئی تھی -

ہر چند مین اسقدر تو مبالغہ نہین کر سکتا کہ مجھے سر رکھنے کی جا نہین - لیکن مین
شکر کرتا ہون کہ خدا تعالی نے اُن تمام صعوبتون اور شدتونکے بعد جن کا اسجگہ ذکر کرنا بے محل
ہے مجھے ایسے طور سے اپنی مہربانی کی گود مین لیلیا جیسا کہ اُسنے اُس مُبارک انسان کو لیا
تھا جس کا نام ابراہیم تھا - اُسنے میرے دل کو اپنی طرف کھینچ لیا اور وہ باتین میرے پر
کھولین جو کسی پر نہین کھل سکتین جبتک اس پاک گروہ مین داخل نکیا جائے جنکو دُنیا
نہین پہچانتی - کیونکہ وہ دُنیا سے بہت دور اور دُنیا اُنسے دور ہے - اُسنے میرے پر
ظاہر کیا کہ وہ اکیلا اور غیر متغیر اور قادر اور غیر محدود خدا ہے جسکی مانند اور کوئی نہین اور
اُسنے مجھے اپنے مکالمہ کا شرف بخشا - اور اُسنے بلاواسطہ اپنے راہ کی مجھے تعلیم دی ہی
اور مرور زمانہ سے جو قومون کے عقیدہ مین غلطیان واقع ہوئی اُن سب پر مجھے مطلع فرمایا ہی -

اُسنے مجھے اس بات پر بھی اطلاع دی ہی کہ درحقیقت یسوع مسیح خدا کے نہایت
پیارے اور نیک بندون مین سے ہی - اور اُن مین سے ہی جو خدا کے برگزیدہ لوگ ہین
اور انھین سے ہی جنکو خدا اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنے نور کے سایہ کے نیچے

رکھتا ہے۔ لیکن جیسا کہ گمان کیا گیا ہے خدا نہین ہے۔ ہان خُدا سے واصل ہے اور اُن کاملون مین سے ہی جو تھوڑے سے ہین۔

اور خُدا کی عجیب باتون مین سے جو مجھے ملی ہین ایک یہ بھی ہے جو مینے عین بیداری مین جو کشفی بیداری کہلاتی ہے یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے۔ اور اُس سے باتین کرکے اُسکے اصل دعوی اور تعلیم کا حال دریافت کیا ہے۔ یہ ایک بڑی بات ہے جو توجہ کے لائق ہے کہ حضرت یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو **کفارہ** اور **تثلیث** اور **ابنیت** ہر ایسے متنفر پائے جاتے ہین کہ گویا ایک بھاری افترا جو اُنپر کیا گیا ہے وہ یہی ہے۔ یہ مکاشفہ کی شہادت بے دلیل نہین ہی بلکہ مین یقین رکھتا ہون کہ اگر کوئی طالب حق نیت کی صفائی سے ایک مدت تک میرے پاس رہے اور وہ حضرت مسیح کو کشفی حالتمین دیکھنا چاہے تو میری توجہ اور دُعا کی برکت سے وہ اُنکو دیکھ سکتا ہے اُنسے باتین بھی کرسکتا ہے اور اُنکی نسبت اُنسے گواہی بھی لے سکتا ہے کیونکہ مین وہ شخص ہون جسکی روح مین بروزی طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے یہ ایک ایسا **تحفہ** ہے جو حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ انگلستان و ہند کی خدمت عالیہ مین پیش کرنے کے لائق ہے۔

دُنیا کے لوگ اس بات کو نہین سمجھینگے کیونکہ وہ آسمانی اسرار پر کم ایمان رکھتے ہین۔ لیکن تجربہ کرنیوالے ضرور اس سچائی کو پائینگے۔

میری سچائی پر اور بھی آسمانی نشان ہین جو مجھسے ظاہر ہو رہے ہین اور اس ملک کے لوگ اُنکو دیکھ رہے ہین۔ اب مین اس آرزو مین ہون کہ جو مجھے یقین بخشا گیا ہے وہ دوسرونکے دلون مین کیونکر اتارا جائے۔ میرا شوق مجھے بیتاب کر رہا ہے

کہ مین ان آسمانی نشانونکی حضرت عالی قیصرہ ہند مین اطلاع دُون۔ مین حضرت یسوع مسیح کیطرفسے ایک سچّے سفیر کی حیثیت مین کھڑا ہون۔ مین جانتا ہوں کہ جو کچھ آجکل عیسائیت کے بارہ مین سکھایا جاتا ہے یہ حضرت یسوع مسیح کی حقیقی تعلیم نہین ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر حضرت مسیح دُنیا مین پھر آتے تو وہ اس تعلیم کو شناخت بھی نہ کر سکتے۔

ایک اور بڑی بھاری مُصیبت قابل ذکر ہے اور وہ یہ ہے:۔کہ اُس خُدا کے دائمی پیارے اور دائمی محبوب اور دائمی مقبول کی نسبت جس کا نام **یسوع** ہے یہودیون نے تو اپنی شرارت اور بے ایمانی سے **لعنت** کے بُرے سے بُرے مفہوم کو جائز رکھا۔ لیکن عیسائیون نے بھی اس بہتان مین کسی قدر شراکت اختیار کی۔ کیونکہ یہ گمان کیا گیا ہے کہ گویا یسوع مسیح کا دل تین دن تک لعنت کے مفہوم کا مصداق بھی رہا ہے۔ اس باتکے خیال سے ہمارا بدن کانپتا ہے اور وجود کے ذرّہ ذرّہ پر لرزہ پڑجاتا ہے۔ کیا مسیح کا پاک دل اور خدا کی لعنت!!! گو ایک سیکنڈ کے لئے ہی ہو۔ افسوس! ہزار افسوس کہ یسوع مسیح جیسے خُدا کے پیارے کی نسبت یہ اعتقاد رکھین کہ کسی وقت اس کا دل لعنت کے مفہوم کا مصداق بھی ہو گیا تھا۔

اسوقت ہم یہ عاجزانہ التماس کسی مذہبی حیثیّت سے نہین بلکہ ایک کامل انسانکی حفظ عزت کیلئے پیش کرتے ہین۔ اور یسوع کیطرفسے رسول کیطرح ہو کر جسطرح کشفی عالم مین اُسکی زبانسے سُنا حضور قیصرہ ہند مین پہونچا دیتے ہین اور امید رکھتے ہین کہ جناب ممدوحہ اس غلطی کی اصلاح فرمائین۔ یہ اس زمانہ کی ایک فاحش غلطی ہے کہ جبکہ لوگونے لعنت کے مفہوم پر غور نہین کی تھی۔ لیکن اب ادب تقاضا کرتا ہے کہ نہایت جلدی اس غلطی کی اصلاح کر دیجائے۔ اور خدا کے اس اعلیٰ درجہ کے پیارے اور برگزیدہ کی عزت کو بچایا جائے۔ کیونکہ زبان عرب اور عبرانی مین لعنت کا لفظ خُدا سے دور اور برگشتہ ہو نیکے لئے آتا ہے۔ اور کسی شخص کو اُسوقت لعین کہا جاتا ہے کہ جب

وہ بالکل خدا سے برگشتہ اور بے ایمان ہو جاے۔ اور خدا اس کا دشمن اور وہ خدا کا دشمن ہو جاے۔ اسی لئے لغت کے رو سے لعین شیطان کا نام ہے یعنی خدا سے برگشتہ ہونیوالا اور اس کا نافرمان۔ پس یہ کیونکر ممکن ہے کہ خدا کے ایسے پیارے کی نسبت ایک سیکنڈ کیلئے بھی تجویز کر سکیں کہ نعوذ باللہ کسیوقت دل اس کا درحقیقت خدا سے برگشتہ اور اس کا نافرمان اور دشمن ہو گیا تھا؟ کسقدر بیجا ہو گا کہ ہم اپنی نجات کا ایک فرضی منصوبہ قائم کرنیکے لئے خدا کے ایسے پیارے پر نافرمانی کا داغ لگاوین۔ اور یہ عقیدہ رکھین کہ کسیوقت وہ خدا سے باغی اور برگشتہ بھی ہو گیا تھا۔ اس سے بہتر ہے کہ انسان اپنے لئے دوزخ قبول کرے مگر ایسے برگزیدہ کی پاک عزت اور بے لوث زندگی کا دشمن نہ بنے۔

جس قدر عیسائیونکو حضرت یسوع مسیح سے محبت کرنیکا دعویٰ ہے وہی دعوے مسلمانون کو بھی ہے گویا آنجناب کا وجود عیسائیون اور مسلمانون مین ایک مشترک جائداد کیطرح ہے اور مجھے سب سے زیادہ حق ہے کیونکہ میری طبیعت یسوع مین مستغرق ہے اور یسوع کی مجھمین۔ اسی دعوی کی تائید مین آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہین اور ہر ایک کو بلایا گیا ہے کہ اگر چاہے تو نشانون کے ذریعہ سے اس دعوی مین اپنی تسلی کرے۔ اور اسجگہ اسقدر لکھنے کی مینے اسلئے جرأت کی ہے کہ حضرت یسوع مسیح کی سچی محبت اور سچی عظمت جو میرے دل مین ہے اور نیز وہ باتین جو مینے یسوع مسیح کی زبان سے سنین اور وہ پیغام جو اسنے مجھے دیا ان تمام امور نے مجھے تحریک کی کہ مین جناب ملکہ معظمہ کے حضور مین یسوع کیطرف سے ایلچی ہو کر باادب التماس کرون کہ جسطرح خدا تعالی کیطرف سے جناب ممدوحہ کروڑہا انسانونکی جان و مال و آبرو کی محافظ ٹھہرائی گئی ہین بلکہ چرندون اور پرندون کے آرام کیلئے بھی حضرت موصوفہ نے قوانین جاری کئے ہین کیا خوب ہو کہ جناب کو اس **چھپی ہوئی توہین** پر بھی نظر ڈالنے کیلئے توجہ پیدا ہو جو یسوع مسیح کی شان مین کیجاتی ہے۔ کیا خوب ہو کہ جناب ممدوحہ دنیا کی تمام لغات کی رو سے عموماً اور عربی اور عبرانی کے رو سے خصوصاً لفظ

لعنت کے مفہوم کی تفتیش کریں اور تمام لغات کے فاضلوں کی اس امر کیلئے گواہیاں لیں کہ کیا یہ سچ نہیں کہ ملعون صرف اس حالتمیں کسی کو کہا جائیگا جبکہ اس کا دل خدا کی معرفت اور محبت اور قرب سے دور پڑ گیا ہو اور جبکہ بجائے محبت کے اُسکے دل میں خدا کی عداوت پیدا ہو گئی ہو۔ اسیوجہ سے لُغت عرب میں لعین شیطان کا نام ہی۔ پس کس طرح یہ ناپاک نام جو شیطان کے حصہ میں آگیا ایک پاک دل کیطرف منسوب کیا جائے۔ میرے مکاشفہ میں مسیح نے اپنی بریّت اس سے ظاہر کی ہی اور عقل بھی یہی چاہتی ہے کہ مسیح کی شان اس سے برتر ہے۔ لعنت کا مفہوم ہمیشہ دل سے تعلق رکھتا ہی اور یہ نہایت صاف بات ہی کہ ہم خدا کے مقرب اور پیارے کو کسی تاویل سے ملعون اور لعنتی کے نام سی موسوم نہیں کرسکتے۔ یہ یسوع مسیح کا **پیغام** ہے جو میں پہونچاتا ہوں۔ اسمیں میرے سچے ہونیکی یہی نشانی ہی جو مجھسے وہ نشان ظاہر ہوتے ہیں جو انسانی طاقتوں سے برتر ہیں۔ اگر حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند و انگلستان توجہ کریں تو میرا خدا قادر ہی کہ اُنکی تسلی کیلئے بھی کوئی نشان دکھاوے جو **بشارت** اور **خوشی** کا نشان ہو **بشرطیکہ** نشان دیکھنے کے بعد میرے پیغام کو قبول کرلیں اور میری سفارت جو یسوع مسیح کیطرف سے ہی اُسکے موافق ملک میں عملدرآمد کرایا جائے۔ مگر نشان خُدا کے ارادہ کیموافق ہوگا نہ انسان کے ارادہ کیموافق۔ ہاں فوق العادت ہوگا اور عظمت الٰہی اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ ✠

حضور ملکہ معظمہ اپنی روشن عقل کیساتھ سوچیں کہ کسیکو خُدا سے برگشتہ اور خدا کا دشمن نام رکھنا جو لعنت کا مفہوم ہے کیا اس سے بڑھکر دُنیا میں کوئی اور بھی توہین ہوگی؟ پس جسکو خُدا کے تمام فرشتے مقرب مُقرب کہہ رہے ہیں اور جو خدا کے نور سے نکلا ہے اگر اس کا نام خُدا سے برگشتہ اور خدا کا دشمن رکھا جائے تو اُسکی کسقدر اہانت ہی؟!! افسوس اس توہین کو یسوع کی نسبت اس زمانہ میں چالیس کروڑ انسان نے اختیار کر رکھا ہی۔ اے ملکہ معظمہ اس یسوع مسیح سے تو یہ نیکی کر خُدا تجھسے بہت

✠ اگر حضور ملکہ معظمہ میرے تصدیق دعوی کیلئے مجھسے نشان دیکھنا چاہیں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ ابھی ایکسال پورا نہ ہو کہ وہ نشان ظاہر ہو جائے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ دُعا کرسکتا ہوں کہ یہ تمام زمانہ عافیت اور صحت سے بسر ہو۔ لیکن اگر کوئی نشان ظاہر نہ ہو اور میں جھوٹا نکلوں تو میں اس سزا میں راضی ہوں کہ حضور ملکہ معظمہ کے پایۂ تخت کے آگے پھانسی دیا جاؤں۔ یہ سب الحاح اسلئے ہی کہ کاش ہماری محسنہ ملکہ معظمہ کو اُس آسمان کے خدا کیطرف خیال آجائے جس سے اس زمانہ میں عیسائی مذہب بیخبر ہے۔ منہ

نیکی کریگا مین دعا مانگتا ہون کہ اس کارروائی کیلئے خدا تعالیٰ آپ ہماری محسنہ ملکہ معظمہ کے دل مین القا
کرے۔ پیلاطوس نے جس کے زمانہ مین یسوع تھا ناانصافی سے یہودیون کے رعب کے نیچے آکر ایک
مجرم قیدی کو چھوڑ دیا اور یسوع جو بیگناہ تھا اُسکو نہ چھوڑا۔ لیکن اے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند ہم عاجزانہ
ادب کیساتھ تیرے حضور مین کھڑے ہوکر عرض کرتے ہین کہ تو اس خوشی کیوقت مین جو شصت سالہ
جوبلی کا وقت ہے **یسوع کے چھوڑنیکے لئے کوشش کر**۔ اسوقت ہم اپنی نہایت
پاک نیت سے جو خدا کے خوف اور سچائی سے بھری ہوئی ہے تیری جناب مین اس التماس کیلئے
جرات کرتے ہین کہ یسوع مسیح کی عزت کو اُس داغ سے جو اُسپر لگایا جاتا ہے اپنی مردانہ ہمت سے پاک
کرکے دکھلا۔ بیشک شہنشاہونکے حضور مین انکی استمزاج سے پہلے بات کرنا اپنی جان سے بازی
ہوتی ہے لیکن اسوقت ہم یسوع مسیح کی عزت کیلئے ہر ایک خطرہ کو قبول کرتے ہین اور محض اسکی طرف سے
رسالت لیکر بحیثیت ایک سفیر کے اپنے عادل بادشاہ کے حضور مین کھڑے ہوگئے ہین۔ اے ہماری
ملکہ معظمہ! تیرے پر بیشمار برکتین نازل ہون۔ خدا تیرے وہ تمام فکر دور کرے جو تیرے دل مین ہین جسطرح
ہوسکے اس سفارت کو قبول کر۔ تمام مذہبی مقدمات مین یہی ایک قانون قدیم سے چلا آیا ہے کہ جب
کسی باتمین دو فریق تنازع کرتے ہین تو اول منقولات کے ذریعہ سے اپنے تنازع کو فیصلہ کرنا چاہتے
ہین۔ اور جب منقولات سے وہ فیصلہ نہین ہوسکتا تو معقولات کی طرف توجہ کرتے ہین اور
عقلی دلائل سے تصفیہ کرنا چاہتے ہین۔ اور جب کوئی مقدمہ عقلی دلائل سے بھی طے ہونےمین نہین
آتا تو آسمانی فیصلہ کے خواہان ہوتے ہین اور آسمانی نشانونکو اپنا حکم ٹھہراتے ہین لیکن اے مخدومہ
ملکہ معظمہ یسوع مسیح کی بریت کے بارہ مین یہ تینون ذریعے شہادت دیتے ہین۔ منقول کے ذریعہ سے
اسطرح کہ تمام نوشتون سے پایا جاتا ہے کہ یسوع دل کا غریب اور حلیم اور خدا سے پیار کرنیوالا اور ہر دم خدا کیساتھ
تھا پھر کیونکر تجویز کیا جائے کہ کسیوقت نعوذ باللہ اسکا دل خدا سے برگشتہ اور خدا کا منکر اور خدا کا دشمن

ہو گیا تھا جیسا کہ **لعنت** کا مفہوم دلالت کرتا ہے - اور عقل کے ذریعہ سے اسطرح پر کہ عقل ہرگز باور نہین
کرتی کہ جو خدا کا نبی اور خدا کا وحید اور اسکی محبت سے بھرا ہوا ہو اور جسکی سرشت نور سے مخمّر ہو اسمین
نعوذ باللہ بے ایمانی اور نافرمانی کی تاریکی آجائے یعنی وہی تاریکی جسکو دوسرے لفظونمین **لعنت** کہتے
ہین - اور آسمانی نشانونکے رو سے اسطرح پر کہ خدا اب آسمانی نشانونکے ذریعہ سے خبر دے رہا ہے
کہ مسیح کی نسبت جو قرآن نے بیان کیا کہ وہ **لعنت** سے محفوظ رہا اور ایک سیکنڈ کیلئے بھی اُس کا
دل لعنتی نہین ہوا **یہی سچ ہے** - وہ نشان اس عاجز کے ذریعہ سے ظاہر ہو رہے ہین اور بہت سے
نشان ظاہر ہو چکے ہین اور بارش کیطرح برستے ہین - سو ہماری عالم پناہ ملکہ خدا تجھے بیشمار فضلون سے
معمور کرے - اس مقدمہ کو اپنی قدیم منصفانہ عادت کیساتھ **فیصلہ کر** -

مین باادب ایک اور عرض کرنیکے لئے بھی جرات کرتا ہون کہ تواریخ سے ثابت ہے کہ قیاصرہ روم مین سے
جب تیسرا قیصر روم تخت نشین ہوا اور اس کا اقبال کمال کو پہونچ گیا تو اُسے اس بات کی طرف توجہ پیدا ہوئی
کہ دو مشہور فرقہ عیسائیونمین جو ایک موحد اور دوسرا حضرت مسیح کو خدا جانتا تھا باہم بحث کرا دے -
چنانچہ وہ بحث قیصر روم کے حضور مین بڑی خوبی اور انتظام سے ہوئی اور بحث کے سننے کیلئے معزز ناظرین
اور ارکان دولت کی صدہا کرسیان بلحاظ رتبہ و مقام کے بچھائی گئین اور دونون فریق کے پادریونکی
چالیس دن تک بادشاہ کے حضور مین بحث ہوتی رہی - اور قیصر روم بخوبی فریقین کے دلائل کو سنتا رہا اور
انپر غور کرتا رہا - آخر جو موحد فرقہ تھا اور حضرت یسوع مسیح کو صرف خدا کا رسول اور نبی جانتا تھا وہ
غالب آگیا اور دوسرے فرقہ کو ایسی شکست آئی کہ اُسی مجلس مین قیصر روم نے ظاہر کر دیا کہ مین نہ اپنی طرف سے
بلکہ دلائل کے زور سے موحد فرقہ کیطرف کھینچا گیا - اور قبل اسکے جو اس مجلس سے اٹھے توحید کا مذہب
اختیار کر لیا - اور اُن موحد عیسائیونمین سے ہو گیا جن کا ذکر قرآن شریف مین بھی ہے - اور بیٹا اور خدا
کہنے سے دست بردار ہو گیا - اور پھر تیسرے قیصر تک ہر ایک وارث تخت روم موحد ہوتا رہا - اس سے

پتہ لگتا ہے کہ ایسے مذہبی جلسے پہلے عیسائی بادشاہوں کا دستور تھا اور بڑی بڑی تبدیلیاں اُنسے ہوتی تھین - ان واقعات پر نظر ڈالنے سے نہایت آرزو سے دل چاہتا ہی کہ ہماری قیصرہ ہند دام اقبالہا بھی قیصر روم کیطرح ایسا مذہبی جلسہ پایہ تخت مین انعقاد فرماوین کہ یہ روحانی طور پر ایک یادگار رہ گی مگر یہ جلسہ قیصر روم کی نسبت زیادہ توسیع کیساتھہ ہونا چاہیے کیونکہ ہماری ملکہ معظمہ بھی اُس قیصر کی نسبت زیادہ وسعت اقبال رکھتی ہین - اور اس التماس کا ایک یہ بھی سبب ہی کہ جبسے کہ اس ملک کے لوگون نے امریکہ کے جلسہ مذاہب سے اطلاع پائی ہے طبعاً لوگون مین یہ جوش پیدا ہو گیا ہی کہ ہماری ملکہ معظمہ بھی خاص لندن مین ایسا جلسہ منعقد فرمائین تا کہ اس تقریب سے اس ملک کی خیر خواہ رعایا اور انکے رئیسوں اور عالمون کے گروہ خاص لندن پایہ تخت مین شرف لقاء حضور حاصل کرسکین اور اس تقریب سے ملکہ معظمہ کو بھی اپنی برٹش انڈیا کی وفادار رعایا کے ہزارہا چہرون پر یکدفعہ نظر پڑسکے اور چند ہفتہ تک لندن کے کوچوں اور گلیوں مین ہندوستان کے معزز باشندی سیر کرتے ہوئی نظر آئین - ہان یہ ضروری ہوگا کہ اس جلسہ مذاہب مین ہر ایک شخص اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے دوسرون سے کچھ تعلق نہ رکھے - اگر ایسا ہوا تو یہ جلسہ بھی ہماری ملکہ معظمہ کیطرفسے ہمیشہ کیلئے ایک روحانی یادگار رہوگا - اور انگلستان جسکے کانون تک بڑی

خیانتونکے ساتھہ اسلامی واقعات پہنچائے گئے

ہین ایک سچے نقشہ پر اطلاع پاجائیگا - بلکہ انگلستان کے لوگ ہر ایک مذہب کی سچی فلاسفی سے مطلع ہوجائینگے - یہ بات بھروسہ کرنیکے لائق نہین ہی کہ پادریونکے ذریعہ سے ہندوستان کے مذاہب کی حقیقت انگلستان کو پہونچتی رہتی ہی کیونکہ پادریونکی کتابین جنمین وہ دوسرے مذاہب کا ذکر کرتے ہین اُس کثیف نالی کیطرح ہین جس کا پانی بہت سی میل کچیل اور خس وخاشاک کیساتھہ رکھتا ہے پادری صاحبان سچائی کی حقیقت کو کھولنا نہین چاہتے بلکہ چھپانا چاہتے ہین - اور انکی تحریرون مین تعصب کی ایسی رنگ آمیزی ہے جسکی وجہ سے انگلستان تک مذاہب کی اصل حقیقت پہنچنا مشکل

بلکہ محال ہے - اگر انہین نیک نیتی ہوتی تو وہ قرآن پر ایسے اعتراض نکرتے جو موسیٰ کی توریت پر بھی ہو سکتے ہین - اگر انکو خدا کا خوف ہوتا تو وہ اُن کتابونکو اعتراض کیوقت **تمسک بہا** نہ ٹھہراتے جو مُسلمانوں کے نزدیک غیر مسلّم اور یقینی سچائیون سے خالی ہین - اسلئے انصاف یہی حکم دیتاہے کہ اگر سارا یورپ فرشتہ سیرت بھی ہو مگر پادری اُس سے مستثنیٰ ہین - یورپ کے عیسائی جو اسلام کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اس کا یہی سبب ہی کہ قدیم سے یہی پادری صاحبان خلاف واقعہ قصونکو پیش کرکے تحقیر کا سبق انکو دیتے چلے آتے ہین - ہان مین قبول کرتا ہون کہ بعض نادان مُسلمانون کا چال چلن اچّھا نہین اور نادانی کی عادات انہین موجود ہین - جیساکہ بعض وحشی مُسلمان ظالمانہ خونریزیون کا نام جہاد رکھتے ہین اور انھین خبر نہین کہ رعیّت کا **عادل** بادشاہ کے ساتھہ مقابلہ کرنا اس کا نام بغاوت ہی نہ کہ جہاد - اور عہد توڑنا اور نیکی کی جگہ بدی کرنا اور بے گناہونکو مارنا اس حرکت کا مرتکب ظالم کہلاتا ہی نہ غازی -

سو یہ خیالات پادریونکی بدفہمی سے پیدا ہوئے ہین خُدا کی کتاب مین اس کا نشان نہین - خدا کا کلام ظالمانہ تلوار اٹھانیوالونکے لئے تلوار کی سزا بیان فرماتاہے نہ کہ امن قائم کرنیوالون رعیت پرور اور ہر ایک قوم کو آزادی کے حقوق دینے والونکی نسبت سرکشی کی تعلیم کرتا ہی - خدا کی کلام کو بدنام کرنا یہ بددیانتی ہے - لہذا انسانونکی بھلائی کے لئے یہ بات نہایت قرین مصلحت ہی کہ جناب قیصرہ ہند کی طرفسے اصلیت مذاہب شایع کرنے کے لئے

جلسۂ مذاہب ہو -

یہ بھی عرض کر دینیکے لائق ہے کہ اسلامی تعلیم کے رو سے دین اسلام کے حصے صرف دو ہین یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ تعلیم دو بڑے مقاصد پر مشتمل ہی **اول** - ایک خدا

کو جاننا جیساکہ وہ فی الواقعہ موجود ہے ۔ اور اُس سے محبت کرنا ۔ اور اُسکی سچی اطاعت مین اپنے وجود کو لگانا جیساکہ شرط اطاعت و محبت ہی۔ **دوسرا** مقصد یہ ہی کہ اُس کے بندونکی خدمت اور ہمدردی میں اپنے تمام قُوی کو خرچ کرنا ۔ اور بادشاہ سے لیکر ادنیٰ انسان تک جو احسان کرنیوالا ہو شُکر گزاری اور احسان کے ساتھہ معاوضہ کرنا ۔ اسی لئے ایک سچا مُسلمان جو اپنے دین سے واقعی خبر رکھتا ہو اُس گورنمنٹ کی نسبت جسکی ظلِّ عاطفت کے نیچے امن کے ساتھہ زندگی بسر کرتا ہے ہمیشہ اخلاص اور اطاعت کا خیال رکھتا ہی ۔ اور مذہب کا اختلاف اُسکو سچی اطاعت اور فرمانبرداری سے نہین روکتا ۔ لیکن پادریون نے اس مقام مین بھی بڑا دھوکہ کھایا ہے اور ایسا سمجھہ لیا ہے کہ گویا اسلام ایک ایسا مذہب ہی جس کا پابند دوسری قومون کا بدخواہ اور بداندیش بلکہ اُنکے خون کا پیاسا ہوتا ہے ۔ ہان یہ قبول کر سکتے ہین کہ بعض مُسلمانونکی عملی حالتین اچھی نہین ہین ۔ اور جیساکہ ہر ایک مذہب کے بعض لوگ غلط خیالات مین مبتلا ہو کر نالائق حرکات کے مرتکب ہو جاتے ہین اسی قماش کے بعض مُسلمان بھی پائے جاتے ہین ۔ مگر جیساکہ مینے ابھی بیان کیا ہے یہ خُدا کی تعلیم کا قصور نہین ہے بلکہ اُن لوگونکی سمجھہ کا قصور ہی جو خدا کی کلام مین تدبر نہین کرتے اور اپنے نفس کے جذباتکے تابع رہتے ہین ۔ خاصکر جہاد کا مسئلہ جو بڑے نازک شرائط سے وابستہ تھا بعض نادانون اور کم عقلون نے ایسا اُلٹا سمجھہ لیا ہے کہ اسلامی تعلیم سے بہت ہی دور جا پڑے ہین ۔ اسلام ہمین ہرگز یہ نہین سکھلاتا کہ ہم ایک غیر قوم اور غیر مذہب والے بادشاہ کی رعایا ہو کر اور اُس کے زیر سایہ ہر ایک دشمن سے امن مین رہکر پھر اُسی کی نسبت بداندیشی اور بغاوت کا خیال دل مین لاوین ۔ بلکہ وہ ہمین یہ تعلیم دیتا ہے کہ اگر تم اُس بادشاہ کا شکر نہ کرو جسکے زیر سایہ تم امن مین رہتے ہو تو پھر

تم نے خدا کا شُکر بھی نہین کیا - اسلام کی تعلیم نہایت پر حکمت تعلیم ہے اور وہ اُسی نیکی کو حقیقی نیکی قرار دیتا ہے جو اپنے موقعہ پر چسپان ہو - وہ صرف رحم کو پسند نہین کرتا جب تک انصاف اُس کے ساتھہ نہ ہو - اور صرف انصاف کو پسند نہین کرتا جب تک اُس کا ضروری نتیجہ رحم نہ ہو - اس مین کچھہ شک نہین کہ قرآن نے اُن باریک پہلوؤن کا لحاظ کیا ہے جو انجیل نے نہین کیا - انجیل کی تعلیم ہے کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دیجائے - مگر قرآن کہتا ہے :-

جزاءُ سیّئۃٍ سیّئۃٌ مثلہا فمن عفا و اصلح فاجرہ علی اللہ - یعنے اصول انصاف یہی ہے کہ جسکو دُکھہ پہنچایا گیا ہے وہ اسیقدر دُکھہ پہنچانے کا حق رکھتا ہے - لیکن اگر کوئی مُعاف کر دے اور مُعاف کرنا بے محل نہ ہو بلکہ اُس سے کوئی اصلاح پیدا ہوتی ہو تو ایسا شخص خُدا سے اجر پائے گا - ایسا ہی انجیل کہتی ہے کہ کسی نامحرم کی طرف شہوت سے مت دیکھہ - مگر قرآن کہتا ہے کہ نامحرم کی طرف ہرگز نہ دیکھہ نہ شہوت سے اور نہ غیر شہوت سے کیونکہ پاک دل رہنے کے لئے اس سے عمدہ تر کوئی ذریعہ نہین ہے -

اسی طرح قرآن عمیق حکمتون سے پُر ہے - اور ہر ایک تعلیم مین انجیل کی نسبت حقیقی نیکی کے سکھلانے کے لئے آگے قدم رکھتا ہے - بالخصوص سچّے اور غیر متغیر خُدا کے دیکھنے کا چراغ تو قرآن ہی کے ہاتھہ مین ہے - **اگر وہ دُنیا مین نہ آیا ہوتا** تو خدا جانے دُنیا مین مخلوق پرستی کا عدد کس نمبر تک پہنچ جاتا - سو شکر کا مقام ہے کہ خُدا کی وحدانیت جو زمین سے گم ہو گئی تھی دوبارہ قائم ہو گئی -

اور پھر دوسرا **شکریہ** ہے کہ وہ خدا جو کبھی اپنے وجود کو
بے دلیل نہین چھوڑتا وہ جیسا کہ تمام نبیون پر ظاہر ہوا اور ابتدا
سے زمین کو تاریکی مین پاکر روشن کرتا آیا ہے **اُس نے اِس زمانہ
کو بھی اپنے فیض سے محروم نہین رکھا**۔ بلکہ جب
دُنیا کو آسمانی روشنی سے دور پایا تب اُس نے چاہا کہ زمین کی سطح
کو ایک **نئی معرفت** سے مُنوّر کرے اور **نئے نشان**
دِکھائے اور زمین کو روشن کرے

سو اُس نے مجھے بھیجا

**اور مین اُس کا شُکر کرتا ہون کہ اُس نے مجھے
ایک ایسی گورنمنٹ کے سایۂ رحمت کے
نیچے جگہ دی جس کے زیر سایہ مین بڑی آزادی
سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہون۔**

اگرچہ اِس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا مین سے شُکر واجب ہی مگر مین
خیال کرتا ہون کہ **مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہی
کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند**

کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے - اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی-

اب مین حضور ملکہ معظمہ مین زیادہ مصدع اوقات ہونا نہین چاہتا - اور اس دُعا پر یہ عریضہ ختم کرتا ہون کہ :-

اے قادر و کریم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظمہ کو خوش رکھ جیسا کہ ہم اُس کے سایۂ عاطفت کے نیچے خوش ہین - اور اُس سے نیکی کر جیسا کہ ہم اُس کی نیکیون اور احسانون کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہین - اور اِن معروضات پر کریمانہ توجہ کرنے کے لئے اُس کے دل مین آپ الہام کر کہ ہر ایک قدرت اور طاقت تجھی کو ہے -
آمین ثم آمین -

الملتمس

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ پنجاب

